© rasailojaraid.com

گردوں" یعنی مجاہدین کو کچلنے کی دھمکی دی جارہی ہے' تمام پڑوسی ممالک کے خلاف اعلان جنگ کیا جارہا ہے' یاسرعرفات کو اس کی اصل حیثیت کا احساس دلایا جارہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ لالچ اور شہ بھی دی جارہی ہے کہ وہ حماس اور جہاد اسلامی جیسی تنظیموں کو کچلنے کے لیے جتنا موثر کردار ادا کرے گا' ہم اتنا ہی اس کے خلوص و وفاداری کے قائل ہوں گے۔

یاہو کی طرف سے اس کھلے اعلان جنگ' اس کے وزرا کی طرف سے عربوں کی کھلم کھلا تذلیل (عرب کیڑے مکوڑے ہیں) اور الیکشن میں اپنی ساری شرطیں پیریز کے ناکام گھوڑے پر لگا دینے کی وجہ سے بعض عرب ممالک میں تشویش کی شدید لہر دوڑ گئی۔ مصر' شام' اردن اور سعودی عرب نے اس تشویش کے عملی اظہار کے لیے عرب سربراہی اجلاس کے انعقاد کا اعلان کر دیا۔ ۱۹۹۰ کے بعد سے اب تک عالم عرب اور عالم اسلام میں متعدد اہم تبدیلیاں اور خطرات سامنے آئے' الجزائر میں جمہوریت کا خون ہوا اور پھر طویل خانہ جنگی شروع ہوگئی' سوڈان کا ناطقہ بند کر دینے کی سازشیں ہوئیں' لیبیا کے خلاف ایٹم بم تک استعمال کر دینے کی دھمکی دی گئی' بحرین کے فسادات گھمبیر تر صورت اختیار کر گئے' یمن اور سعودی عرب کے اختلافات جنگ تک پہنچ گئے' یمن اور اریٹریا کے درمیان جنگ ہوتے ہوتے رہ گئی' صومالیہ کا ناسور نیندیں حرام کر گیا' بوسنیا اور چیچنیا میں تاریخ کے سفاک ترین مظالم ہوئے لیکن کوئی سربراہی کانفرنس ناگزیر نہ ہوئی۔ ناگزیر ہوئی تو اس وقت جب عرب اسرائیل محبتوں کا سفر خطرے میں پڑتا دکھائی دیا۔

چھ برس کے طویل انقطاع کے بعد ۲۲ جون کو عرب سربراہی کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ اگرچہ بہت تاخیر سے ہوا لیکن درست ہوا کیونکہ مسلمان ممالک کے مسائل کا واحد حل یہی ہے کہ سب ذمہ داران باہم مل بیٹھیں اور امت مسلمہ کے مفاد میں باہم مذاکرات اور تعاون کے ذریعے انھیں حل کرنے کی کوشش کریں۔ عرب سربراہوں کی کانفرنس سے یہ 'امید' تو نہیں تھی کہ وہ امت مسلمہ کے مفاد میں فیصلے کریں گے لیکن بہرحال ان کا مل بیٹھنا ہی ایک نیک فال تھا۔ اسی لیے اخوان المسلمون مصر نے اس کا خیر مقدم کیا۔

جیسے ہی اس کانفرنس کا اعلان ہوا امریکہ نے اسے روکنے کے لیے کوششیں شروع کر دیں۔ وہ مصر جو پوری دنیا میں اسرائیل کے بعد امریکہ کا سب سے زیادہ وفادار آلہ کار ہے' اس کو دھمکی دی گئی کہ اگر تم اس سے باز نہ آئے تو ہم تمھارے خلاف بھی اسی طرح پابندیاں لگا دیں گے جس طرح ہم (تمھیں استعمال کر کے) سوڈان اور دیگر ممالک پر لگا چکے ہیں۔ کانفرنس شروع ہونے سے پچھ دیر قبل واشنگٹن میں امریکی ترجمان نے صحافیوں کو یہ "انتہائی تشویش ناک" اطلاع دی کہ ڈیڑھ ماہ قبل مصر نے کوریا سے جو ڈیڑھ سو سکڈ میزائل حاصل کیے ہیں وہ علاقے کی سلامتی کے لیے بہت بڑا خطرہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں۔ اور اگر مصر باز نہ آیا تو امریکہ کو مصر کے خلاف اقتصادی پابندیاں لگانے پر مجبور ہونا پڑے گا۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہ امریکہ اپنے مفادات کے علاوہ کسی کا وفادار نہیں ہے۔ مصر جیسا ملک اور حسنی مبارک جیسے حکمراں جو آقائے ولی نعمت امریکہ کی خاطر اپنے عوام کے لیے جلاد صفت بنے ہوئے ہیں، وہ اگر ذرا بھی لائن سے ہٹتے ہیں "آنکھیں دکھانے کا تو تصور نہیں کر سکتے" تو ان پر بھی پابندیوں کی تلوار لٹکا دی جاتی ہے۔

عرب سربراہ کانفرنس میں منظور ہونے والی قرار دادوں میں ایک بار پھر وہی زبان استعمال کی گئی جو اوسلو مذاکرات شروع ہونے سے پہلے عرب ممالک استعمال کیا کرتے تھے، فلسطینیوں کی (آزادی نہیں) خود مختاری اور حقوق کی بات، جولان کو آزاد کر دینے کی درخواست، جنوبی لبنان، شام اور اردن کے ساتھ گفت و شنید پہ اصرار۔ اس طرح یہودی انتظامیہ کو یہ پیغام دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ اگر تم اپنا لہجہ (نہ کہ پالیسی) نہیں بدلو گے تو ہم پورے عرب ممالک کو یک جا کر کے تمھارے خلاف قرار دادیں پاس کر سکتے ہیں۔ یاہو نے اس کانفرنس کا کیا اثر قبول کیا.....؟ اس نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ "یہ اور اس طرح کی عرب کانفرنسیں ہم پر کیا اثر انداز ہو سکتی ہیں! ان کی باتیں ہوائیں اور الفاظ کی سیاہی کاغذوں پہ رہ جائے گی"۔

تحریک مزاحمت اسلامی حماس کا موقف اس ساری صورت حال میں بے حد واضح اور دو ٹوک رہا ہے۔ صیہونی انتخابات کے فوراً بعد حماس نے یہ تبصرہ کیا تھا کہ اگرچہ یاہو کے آنے پر بہت شور مچایا جا رہا ہے لیکن حقیقت میں فلسطینیوں کو ان چہروں کے بدلنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ان کی مصیبتیں اسی طرح باقی رہیں گی اور یاہو بھی وہی پروگرام نافذ کرے گا جو پیریز نافذ کر رہا تھا۔ پیریز اور یاہو میں فرق صرف اتنا ہے کہ پیریز اعتدال پسندی 'مذاکرات' بات چیت اور عرفات کے ساتھ افہام و تفہیم کا نقاب اوڑھ کر فلسطینیوں پر ظلم ڈھا رہا تھا اور یاہو کسی نقاب کے بغیر اور اپنے اصل چہرے کے ساتھ وہی ظلم ڈھائے گا۔ اعتدال پسندی کے دعوے دار پیریز نے اپنے دور حکومت میں لیکوڈ پارٹی کے سابقہ سربراہ شامیر کی نسبت دوگنی سے بھی زیادہ رقم یہودی بستیوں کی تعمیر پر صرف کی تھی۔ حماس کا یہ موقف ہے اور تمام مسلم ممالک سے اس کا یہ مطالبہ بھی، کہ اب جب کہ امریکہ اور اسرائیل نے مذاکرات اور امن معاہدے کا دھوکہ اپنے ہی تعصب آمیز رویے اور آیندہ امریکی انتخابات میں صیہونی ووٹوں کے لالچ کی نذر کر دیا ہے تو عرب اور مسلم حکمرانوں کو بھی اس موقعے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی صفوں کو متحد اور اپنے عوام کو آزادی قدس کے لیے تیار کرنا چاہیے۔ عرب حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے عرب حصار سے باہر نکلیں اور امت کے ساتھ شامل ہو کر طاقت و قوت حاصل کریں۔ امت کی طاقت کا اصل راز اپنے ایمان سے مضبوط رشتہ اور باہمی اتحاد ہے۔ یہ ہو تو کسی روس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کو چیچنیا میں، کسی سربیا کو بوسنیا میں، کسی بھارت کو کشمیر اور خود بھارت میں، مسلمانوں پر ہاتھ اٹھانے کی جرات نہ ہو۔ فلسطین کے مسئلہ کا حل بھی اسی نسخہ میں ہے۔ پچاس سال سے امریکہ کے آگے ناک رگڑنے سے کیا ملا ہے؟ رب کائنات سے جڑ کر، ملت واحدہ بن کر بھی دیکھیں۔ عرب ممالک کی کانفرنس کا نقطہ آغاز ثابت ہو، اب بھی آنکھیں کھل جائیں تو امت مسلمہ کے درخشاں مستقبل کے لیے اس سے زیادہ خوشگوار علامت اور کیا ہو سکتی ہے۔

سعودی عرب میں بم دھماکہ

مسلم سجاد

۲۶ جون کو سعودی عرب کے شہر الخبر کے کنگ عبدالعزیز ایر بیس کے بم دھماکہ میں ۲۳ امریکی فوجی ہلاک اور سیکڑوں زخمی ہو گئے۔ سعودی عرب میں گذشتہ سات ماہ میں یہ دوسرا بم دھماکہ تھا۔ پہلا بم دھماکہ جو سعودی عرب کے دارالحکومت ریاض میں ہوا تھا اس میں ۵ امریکی فوجی ہلاک ہوئے تھے۔ اس بم دھماکہ کے الزام میں جن افراد کو گرفتار کیا گیا تھا ان کے سر بر سر عام قلم کر دیے گئے ہیں۔

سعودی عرب جیسے پرامن، جنگ و جدال، ہنگامہ آرائی اور دہشت گردی سے پاک ملک میں صرف سات ماہ کے عرصے میں دو بار امریکی شہریوں کو نشانہ بنانے کی ان کارروائیوں کو بنیاد پرستوں کی دہشت گردی کہہ کر اصل مسئلہ سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا۔

کویت اور عراق کے درمیان تنازعہ کو بھڑکا کر امریکہ نے اقوام متحدہ اور اپنے حلیف مغربی ممالک کی مدد سے اس خطہ میں اپنے قدم جس طرح جمائے ہیں اس نے اسلام اور عالم اسلام کے ہر خیرخواہ کو پریشان کر دیا ہے۔ خلیج کی جنگ میں بظاہر کویت اور دیگر ممالک کا نجات دہندہ بن کر امریکہ نے نہ صرف اپنی لڑکھڑاتی ہوئی معیشت کو سنبھالا بلکہ اپنے ناکارہ اسلحہ کو بھی لاکھوں ڈالر کے عوض سعودی عرب اور کویت کے ہاتھ بیچ کر ٹھکانے لگا دیا۔ ساتھ ہی اس خطہ کا پولیس مین بن کر ہزاروں کی تعداد میں اپنی افواج کو کویت، سعودی عرب کے ساتھ ساتھ خلیج میں اتار دیا۔ مقصد نام نہاد عراقی جارحیت کو روکنے کے بہانے امریکہ اور اسرائیل کے مفادات کا تحفظ تھا۔ اب بھی صرف سعودی عرب میں ۵ ۳ ہزار فوجی اور فضائیہ کا ونگ ۲۴۰، ۳ ہزار عملہ کے ساتھ ہر وقت موجود ہے۔

91 - 1990 سے امریکہ و دیگر ممالک کی افواج کا سارا بوجھ سعودی عرب اور خلیج کے دیگر عرب ممالک کے حصہ میں آیا ہے۔ نتیجتاً وہ ملک جو تیل کی دولت سے مالا مال تھا، آج اس کا اپنا بجٹ بھی

© rasailojaraid.com